تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان
سلسلہ ۵۹۵

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے یہی لوگ نجات پانے والے ہیں —— (پ۴ ع۲)

۲۱

طاقت کا اصل مرکز

قوت ایمانی اور کردار ہوتا ہے

حضرۃ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب

صدیقی ٹرسٹ
نسیم پلازا المنشتر روڈ —— نزد لسبیلہ چوک کراچی ۵
فون نمبر ۷۱۹۵۷۴
صدیقی ٹرسٹ۔ کراچی

صدیقی ٹرسٹ کی شائع کردہ کتب

نمبر	کتاب	مصنف	قیمت
①	اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	ڈاکٹر محمد عبد الحی صدیقی عارفی	۲۵/-
②	احکام میت	"	۱۲/-
③	افادات عارفیہ	"	۱۵/-
	" "	قسم دوم	۸/-
④	رسومات رنگ و سوگ	"	۵/-
⑤	میت کا ترکہ اور اس کی تقسیم	"	۹/-
⑥	انتباہ خصوصی	"	۴/-
⑦	قرآن حکیم اور ہماری زندگی	جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن	۳۰/-
⑧	یہودیت اور مسیحیت	پروفیسر ڈاکٹر احسان الحق رانا	۴۰/-
⑨	مسیحیت پاکستان میں	ڈاکٹر نادر رضا صدیقی	۵۰/-
⑩	من الظلمات الی النور	پروفیسر غازی احمد (سابق کرشن لال)	۱۵/-
	"	سندھی	۲۵/-
⑪	خلفائے راشدین کی یگانگت	منشی عبد الرحمن خان	۱۲/-
⑫	نظام قرآنی	"	۳۰/-
⑬	[illegible] قرآن	"	۲۰/-
⑭	[illegible] قرآنی	"	۲۰/-
⑮	[illegible] حضرت علی کی نظر میں	"	۵/-
⑯	بازار رشوت		۱۲/-
⑰	تنبیہات المومنین	طالب الہاشمی	۸/-
⑱	[illegible]	"	۴/-
⑲	[illegible] ساعت میں	"	۶/-
⑳	[illegible] انقلاب	مولانا محمد منظور نعمانی	۳۰/-
㉑	[illegible]	قسم دوم	[illegible]
㉒	قادیانی کیوں مسلمان نہیں	مولانا محمد منظور نعمانی	
㉓	فضائل تجارت	شیخ الحدیث محمد زکریاؒ	
㉔	اُمّ الامراض	"	
㉕	مسلک اعتدال	حکیم انیس احمد صدیقی	
㉖	بائبل کی تالیف اور تحریف پر تحقیقی نظر	"	
㉗	ترک منکرات (مکمل)	مفتی رشید احمد صاحب	
㉘	شہید اعظم	مولانا ابوالکلام آزادؒ	
㉙	اسماء البدریین	مولانا سلیم اللہ خان صاحب	
㉚	تعلیم القرآن	مولانا محمد اویس ندوی	
㉛	داڑھی کے مسائل	شیخ احمد مدنی	
㉜	آزادی و سرفرازی کا پیغام	سانحہ آئی ویری / قاضی [illegible]	
㉝	مسائل وضو	مفتی عبد الرؤف سکھروی	
㉞	مسائل غسل	"	
㉟	مسائل صیام	"	
㊱	مسائل اعتکاف	"	
㊲	اعمال کا بدلہ	حکیم الامت حضرت تھانوی	
㊳	ارشاد قدسی (مجموعہ احادیث)	مولانا علیم اللہ مظاہری	
㊴	مسٹر وب کے لیکچر	نو مسلم الیگزنڈر رسل [illegible]	
㊵	قرابۃ المستقیمین - وثیقۃ الوارثین	مولوی محمد یوسف	
㊶	فہرست مضامین قرآنیہ	حضرت مولانا احمد علی لاہوری	
㊷	نزار غفوریہ مدنیہ - افادات حضرت شاہ عبد الغفور العباسی		

صدیقی ٹرسٹ نسیم پلازا لسبیلہ چوک نشتر روڈ کراچی ۵ پاکستان

تبلیغ و اصلاح

تبلیغ و اصلاح کے لئے جہاد کے جذبہ کی ضرورت ہے مسلمان جو عبادت و طاعت کیلئے پیدا کیا گیا تھا، اب خود اپنی تعلیمات کو فراموش کر رہا ہے۔ اگر آپ اس کی ضرورت محسوس نہیں کریں گے تو الحاد، لادینی اور بے حیائی کا طوفان پوری قوم کو تباہ کر دے گا۔

اس امر کے باوجود کہ آپ نماز، روزہ اور شعائر اسلامی کے پابند ہیں تبلیغ کے فرض کفایہ کی ذمہ داری سے سُبکدوش نہیں ہو سکتے۔

بنی اسرائیل کی تاریخ گواہ ہے کہ کوئی قوم ہلاکت سے محفوظ نہیں ہے۔ تا وقتیکہ وہ خود بھی عمل کرے اور اپنے بھائیوں کی اصلاح کیلئے بھی کوشش کرے۔

یہ آپ کا فرض ہے اس کارِ خیر اور صدقۂ جاریہ میں حصّہ لیجئے۔

اِن رسائل کی اشاعت اور مفت تقسیم کے لئے تعاون کیجئے، خود شائع کیجئے یا اپنے عطیات ذریعہ بینک ڈرافٹ اور منی آرڈر صدیقی ٹرسٹ کے نام بھیجئے۔

آپ بھی اسلامی تعلیمات پر عمل کیجئے اور اپنی اولاد کو دین کی بنیادی تعلیم سے آراستہ کیجئے یہ ان کا حق اور آپ کا فرض ہے۔ اس کی جواب دہی آپ کے ذمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

احقر زمان
محمد منصور الزماں صدیقی

خط و کتابت کے لئے پتہ
صدیقی ٹرسٹ
نسیم پلازا۔ نشتر روڈ نزد لسبیلہ چوک کراچی ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ ۵۹۵

طاقت کا اصل مرکز

قوّتِ ایمانی اور کردار ہوتا ہے!

از حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی صاحب

حضرت مولانا سیّد ابوالحسن ندوی مدظلہٗ اس وقت عالمِ اسلام کی سب سے بڑی علمی شخصیت ہیں، جنھیں عربی اور عجمی دونوں نہایت احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور آپ کی علمیت کا لوہا مانتے ہیں۔ عالمِ اسلام کو بجا طور پر آپ پر ناز ہے۔ آپ کی اُردو، انگریزی اور عربی زبان میں تصانیف دنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں اور اسلام کی دعوت کو عام کرنے اور مستحکم کرنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ آپ کی پورے عالمِ اسلام پر یقیناً گہری نظر ہے۔ ماہِ شعبان ۱۴۰۴ھ کے آخری ہفتے میں حضرت مولانا کراچی تشریف لائے اس وقت اخبار "جنگ" کراچی نے مولانا سے ایک خصوصی انٹرویو لیا جس میں مولانا نے بہت ہی بصیرت کے ساتھ پورے عالمِ اسلام خصوصاً پاکستان کے بارے میں اپنے زرّیں خیالات کا اظہار فرمایا۔ "البلاغ" کے قارئین کی دلچسپی کیلئے انٹرویو شائع کیا جا رہا ہے۔

اشاعت اول تین ہزار

www.abulhasanalinadwi.org

سوال: اس وقت اسلامی دنیا کی مجموعی صورتِ حال کیسی ہے، اس کا ایک تجزیاتی جائزہ!

جواب: میں خود کو ابھی تک طالب علم ہی سمجھتا ہوں، جہاں تک عالمِ اسلام کے بارے میں جائزہ لینے کا سوال ہے یہ فی الحقیقت ایک بڑی ذمہ داری کی بات ہے اور اس پر مختصر طور پر تبصرہ کرنا بھی بڑا مشکل ہے۔ عالمِ اسلام متعدد متضاد حقیقتوں کا نام ہے۔ عالمِ اسلام کی طاقت، اس کی اثر انگیزی کی صلاحیت اور کردار ادا کرنے کا نام ہے۔ اس کے مختلف پہلو ہیں۔ جن کے جائزے اور جن پر نگاہ ڈالے بغیر دُنیائے اسلام کا حقیقی تجزیہ نہیں کیا جا سکتا۔ اُمتِ اسلامی دُنیا کی خیر و برکت اور اس کی امامت کے لیے بھیجی گئی ہے۔ یہی اس کی بعثت کا مقصد ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ملتِ اسلامیہ کی بڑی اہمیت ہے اور اس کا بلند مقام ہے لیکن جہاں تک موجودہ صورتِ حال کی حقیقتوں کا تعلق ہے عالمِ اسلام مختلف مجبوریوں اور کمزوریوں کی وجہ سے وہ کردار ادا نہیں کر سکا جو اسے کرنا چاہیئے تھا۔ بلکہ بعض اوقات یہ خیال ہونے لگتا ہے کہ عالمِ اسلام کہیں فنِ عروض کے اس بحر کی طرح تو نہیں کہ جس کی تمام وسعتوں کے باوجود اس میں پانی کا ایک قطرہ تک نہیں ہوتا۔ عالمِ اسلام جہاں اس وقت بڑے انتشار میں مبتلا ہے وہاں دوسری طرف نمایاں بیداری بھی ہے اور اسلامی شعور بھی اپنا کام کر رہا ہے۔ مگر ساتھ ساتھ بعض دوسری طاقتیں اسے بے دست و پا بنائے ہوئے ہیں، اور کسی صحیح اور صحت مند تحریک اور با اثر صحیح الخیال شخصیت کو اُبھرنے کا موقع نہیں دیتیں اور کہیں اس کے اثرات نظر آتے ہیں اور کوئی بڑی شخصیت یا تحریک نظر آتی ہے تو بڑی طاقتیں ایسی تحریکوں اور شخصیت کا کسی طریقے سے اور اس ملک میں اپنی زیرِ اثر

قوتوں کے ذریعے خاتمہ کرا دیتی ہیں۔ عالمِ اسلام کے لیے انسانیت کی خدمت کرنے کے اس وقت بڑے امکانات ہیں اگر وہ اس انتشار سے محفوظ ہو جائے جو اس کے اندر پایا جاتا ہے۔ اکثر ممالک کا حال یہ ہے کہ وہاں قائدین اور رہنماؤں کی طاقتیں اس ملک کے عوام کے ایمانی جذبے، صحیح اسلامی شعور اور اسلامی جذبے کو دبانے یا ختم کرنے میں صرف ہو رہی ہیں اور اس ملک کی سیاسی قیادتیں یا غیر اسلام پسند قوتوں کی قوتِ عمل، صلاحیت اور ذہانت عوام کے اندر خصوصاً نوجوانوں میں پائی جانے والی بیداری کو ختم کرنے پر صرف ہو رہی ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ یہ سیاسی قیادتیں کسی غیر ملکی طاقت یا دشمنِ اسلام کیمپ کا مقابلہ کریں، وہ اپنے عوام ہی کے جذبۂ اسلامی کو کچلنے کے درپے ہیں خاص طور پر ممالکِ عربیہ میں یہ صورتِ حال بہت نمایاں ہے وہاں اصل کشمکش یا اصل معرکہ وہاں کی سیاسی طاقتوں، حکومتوں اور عوام کے درمیان ہے اور اس طرح اپنی قوتِ کار ——— اور اپنی توانائی کو ضائع کرنے کا کام ہو رہا ہے، اور دُنیا کی سب سے بڑی اس طاقت کو اس طرح مفلوج بنایا جا رہا ہے جس نے دُنیا میں انقلاب برپا کیا تھا اور جو اب بھی انقلاب برپا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اسے اس کے اصل جذبۂ ایمانی اور جذبۂ انقلابی سے محروم کرنے پر پوری قوت اور توانائی صرف ہو رہی ہے جو نہ صرف عالمِ اسلام کے لیے بلکہ عالمِ انسانیت کے لیے بہت بڑا المیہ ہے۔ تاہم اس صورتِ حال کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ پورے عالمِ اسلام میں اسلامی بیداری کی لہر موجود ہے اور یہ جذبہ خصوصیت کے ساتھ نوجوانوں میں بتدریج بڑھ رہا ہے اور اس

www.abulhasanalinadwi.org

بیداری کے آثار ہر جگہ نمایاں ہو کر سامنے آ رہے ہیں۔ کچھ ایسے اسباب پیدا ہوئے اور کچھ پچھلے ۵۰/۶۰ برسوں کے دوران اسلامی دعوت نے ایسا کام کیا اور ایسا طاقتور لٹریچر تیار کیا۔ خاص طور پر ممالکِ عربیہ میں اس بیداری اور اسلامی لٹریچر نے اپنا واضح اثر چھوڑا اور یہ بیداری، اور اسلامی شعور و جذبہ اتنا راسخ ہو چکا ہے اور اپنی جڑیں مضبوط کر چکا ہے کہ اس کو ختم کرنا اب ممکن نہیں رہا۔

سوال:۔ عالمِ اسلام اس وقت متعدد خطرات سے دوچار ہے جن میں کمیونزم اور قومیت کے خطرات زیادہ اہم ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنے کے لیے اسلامی ممالک اور مسلمانوں کو کیا طریقۂ کار اختیار کرنا چاہیے؟

جواب: سب سے بڑا خطرہ مسلمانوں میں تخریبی کوششوں کے قبول کرنے کی صلاحیت کا خطرہ ہے جو ان کے شعور کے پوری طرح بیدار نہ ہونے کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں انسان اپنے نفع و نقصان کو سمجھے بغیر تخریبی قوتوں کا تر نوالہ بن جاتا ہے۔ یہ وہ خطرہ ہے جیسے کسی مریض میں مرض کی صلاحیت ہوتی ہے، اور اس میں مقابلے کی طاقت اور صلاحیت موجود نہ ہو یا کمزور پڑ جائے اور اس کا بیماریوں کو رفع کرنے کا مزاج کمزور پڑ جائے اور اس کی وجہ سے وہ بیماریوں کی مزاحمت نہ کر سکے اور اپنی صحت کے مزاج کو قائم نہ رکھ سکے۔ میں کسی خاص فلسفے یا دعوت کا نام نہیں لوں گا۔ میں مسلمانوں کی اس کمزوری کو اصل میں باعثِ تشویش سمجھتا ہوں کہ ان میں غلط خلافِ اسلام اور تخریبی باتوں کو قبول کرنے کی صلاحیت اور اہلیت پائی

جاتی ہے۔ جب تک یہ صلاحیت موجود رہے گی اس وقت تک اطمینان نہیں کیا جا سکتا یعنی مزاج کا صالح ہونا اور مقابلے کی طاقت رکھنا کی جماعت ملت اور ملک کے لیے اس بات کی ضمانت ہے کہ اس میں کوئی تخریبی قوت، خرابی پیدا نہیں کر سکتی، اگر اس میں صالح مزاج نہ ہو، اس میں کجی پیدا ہو گئی ہے جس کو قرآن میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ جب انہیں سیدھا راستہ بتاتے ہیں تو وہ سیدھا راستہ اختیار نہیں کر سکتے، اور اگر وہ دیکھتے بھی ہیں تو اسے صحیح راستہ سمجھ کر اس کا انتخاب نہیں کرتے اور اگر ان کو ٹیڑھا راستہ نظر آتا ہے تو اسے فوراً اختیار کر لیتے ہیں۔ جس گروہ میں یہ صلاحیت ہے کہ غلط چیز میں اس کا ذہن فوراً چل جائے اور اس کو قبول کرنے میں کوئی رکاوٹ محسوس نہ ہو تو یہ بڑے خطرے کی بات ہے۔

سوال:۔ اس کے اسباب کیا ہیں کہ مسلمان ایک ارب کی تعداد میں ہونے کے باوجود ایک چھوٹی سی اسرائیلی ریاست کا مقابلہ نہیں کر سکتے — اور قبلۂ اوّل کو یہودی قبضہ سے آزاد نہیں کرا سکے جو بہت بڑا المیہ ہے۔

جواب: میرے نزدیک حدیث کی روشنی میں یہ بات بالکل قابلِ تعجب نہیں ہے اور قرآن اور صحیح احادیث میں اس بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے، موجودہ صورتِ حال اس کے مطابق ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک زمانہ آنے والا ہے اور عنقریب آئے گا کہ جب ہمارے خلاف قومیں اس طرح جمع ہو جائیں گی جس طرح بھوکے کھانے کے کسی طباق کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ صحابۂ کرامؓ نے جب دریافت کیا کہ کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی؟ حضورؐ نے جواب دیا: نہیں تمہاری تعداد کم نہیں

www.abulhasanalinadwi.org

ہوگی، تم تعداد میں بہت زیادہ ہوگے لیکن تمہارا وزن نہیں ہوگا۔ جس طرح سیلاب اپنے ساتھ کوڑا کرکٹ بہاکر لاتا ہے اور اس کا کوئی وزن نہیں ہوتا اور ایک لہر آتی ہے اور سب کو بہاکر لے جاتی ہے تم اس طرح رہ جاؤ گے۔ اصل میں مسلمانوں اور ملتوں کی طاقت کا اصل مرکز، ان کی قوتِ ایمانی، ان کی سیرت اور کردار ہوتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں بتایا گیا ہے کہ کامیابی کا معاملہ ذات پر نہیں صفات پر ہے۔ کہا گیا کہ تم ہی سربلند رہوگے اگر تم ایمان کی صفت پر متصف رہے۔ قوموں کی تاریخ اور تقدیر دونوں یہ بتاتی ہیں کہ تعداد کی کوئی اہمیت نہیں۔ پوری تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ایک چھوٹی سی تعداد بڑی تعداد پر غالب آگئی۔ اس کا ذکر قرآن میں بھی آتا ہے کہ کتنی بار ایسا ہوا ہے کہ ایک چھوٹی سی تعداد اور گروہ نے بہت بڑی تعداد پر اثر ڈالا اور اس پر غلبہ حاصل کرلیا۔ مسلمانوں کی اصل طاقت ان کی قوتِ ایمانی تھی اور ان کے کردار، سیرت و کردار، ان کا خدا سے تعلق، صحیح مقاصد، صالح مقاصد اور ان کے لیے جدوجہد کی صلاحیت جب تک موجود رہی ہے تو دُنیا کی تمام قوتوں پر فتح پاتے رہے ہیں، اور جب یہ چیز جاتی رہی یا کمزور پڑگئی تو مسلمانوں کی تعداد بے اثر ہوگئی۔ اسرائیل اور یہودیوں کا معاملہ یہ ہے کہ وہ ہمارے نزدیک ایک معتوب اور مغضوب علیہم قوم ہیں لیکن خدا کا تکوینی قانون اس عالم میں کارفرما ہے اور اکثر واقعات اسی کے زیرِ اثر پیش آتے ہیں۔ اس کے لحاظ سے ان کے اندر وہ جذبہ پیدا ہوگیا جو جذبہ تعداد پر غالب آجایا کرتا ہے۔ وہ اسی جذبہ کا کرشمہ ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں اور اس کے گرد و پیش جو مسلمان حکومتیں ہیں ان کے عوام میں یہ جذبہ پایا جائے تو پایا جائے ان کی اکثریت میں یہ جذبہ موجود نہیں

ہے اس لیے بڑی تعداد میں ہونے کے باوجود مسلمان اس جذبے کی کمی کی وجہ سے مختصر سی یہودی طاقت پر بھی غلبہ حاصل نہیں کرپا رہے ہیں، یہ بالکل قانونِ فطرت ہے۔

سوال : اتحادِ عالمِ اسلامی اب تک کیوں پیدا نہیں ہوا۔ اس کے لیے کی جانے والی کوششیں کیوں کامیاب نہیں ہوسکیں اور ان میں کیا کمی رہ گئی ہے؟ اس مقصد کے لیے متعدد عالمی تنظیمیں موتمر اور رابطہ یہ کیوں کامیاب نہیں ہوئیں؟ جس کی وجہ سے وہ نتائج برآمد نہیں ہوئے؟

جواب : یہ کوششیں بے نتیجہ تو نہیں رہیں لیکن ان کے جو نتائج نکلنے چاہیے تھے۔ وہ حاصل نہیں ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی ایسی ذات اور گروہ ایسا موجود نہیں ہے کہ جس کو اعتماد اور محبوبیت اور کامل درجے کا اخلاص حاصل ہو۔ صلاح الدین ایوبی کی مثال سامنے رکھیں تو معلوم ہوگا کہ مختلف عناصر اور مختلف ممالک کے مسلمانوں کو انہوں نے ایک جھنڈے کے نیچے جمع کردیا اس لیے کہ ان میں وہ جذبۂ ایمانی طاری تھا۔ ان کی حالت اس ماں کی طرح تھی جس کے اکلوتے بچے کو ذبح کرکے اسی کی گود میں ڈال دیا جائے اور جس طرح وہ ماں بیقرار ہوجاتی ہے اسی طرح وہ فلسطینیوں اور قبلۂ اوّل کو آزاد کرانے اور مسلمانوں کو خطرے سے بچانے کے لیے نہ صرف بیقرار ہوجاتے تھے بلکہ ان پر ایک عجیب قسم کی والہانہ کیفیت طاری رہتی تھی۔ لیکن آج کوئی پُرکشش شخصیت یا طاقتور قیادت موجود نہیں۔

سوال : اقلیتی ممالک جہاں مسلمان آزادی کی جدوجہد کررہے ہیں وہاں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مسلمانوں میں اسلامی رجحانات غالب ہوتے لیکن اس کے برعکس وہاں تخریبی اور کسی حد تک غیر اسلامی رجحانات پائے جاتے ہیں اور ان کا

www.abulhasanalinadwi.org

جھکاؤ زیادہ تر لیفٹ کی جانب ہے مثلاً فلپائن اور فلسطین کی مثال لیجئے۔ اس کی آخر کیا وجہ ہے؟

جواب: فلسطینیوں اور بعض دوسرے ممالک میں جو بے چینی پائی جاتی ہے ان میں اکثر وہ ہیں جو بڑی طاقتوں سے مایوس ہو گئے ہیں اور ردِ عمل کے طور پر ان میں ہر ایسی چیز کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے جو ان کو کچھ بھی سکون دے سکے۔ ان کو حالات کی گہرائی میں جاکر تجزیہ کرنے کی فرصت نہیں ہوتی اور وہ ہر ایسے تخریبی فلسفے اور تحریک کو جو ان کے جذبات کی تسکین کرے انہیں اُمید دلائے اسے قبول کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں کے غیر معمولی حالات کی وجہ سے ان میں غیر معمولی قوتِ مقابلہ پیدا ہو گئی ہے اور اپنے اسلامی تشخص کو برقرار رکھنے کا ایسا طاقتور جذبہ پیدا ہو گیا ہے جو مسلم اکثریت رکھنے والے ممالک میں بھی موجود نہیں ہے۔ میں نام لیے بغیر کہوں گا کہ بعض مسلم اقلیت والے ایسے ملک بھی ہیں کہ ان کے اندر ایسی بیداری اور اپنے اسلامی تشخص کو برقرار رکھنے اور اپنے اسلامی پرسنل لا کے تحفظ کے لیے دینی تعلیم کے نظام کو نہ صرف باقی رکھنے بلکہ اسے مزید ترقی دینے کا ایک ایسا جذبہ پیدا ہو گیا ہے جو اکثریتی مسلمان آبادی رکھنے والے ممالک میں بھی مفقود ہے۔

سوال: مسلمانوں میں موجودہ انتشار کی غالباً ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کسی ایک بھی اسلامی ملک میں صحیح معنوں میں اسلامی حکومت قائم نہیں ہے اور نہ

ہی کوئی ایسی قیادت موجود ہے جو سب کے لیے قابلِ قبول ہو اور جس میں کچھ کرنے کی امنگ اور جذبہ موجود ہو۔ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے عالمِ اسلام میں آپ کی نگاہ کس ملک پر جاتی ہے جہاں اسلامی نظام کے نفاذ کا تجربہ کیا جائے اور وہ پورے عالمِ اسلام کے لیے رہنمائی اور قیادت فراہم کرنے کا ذریعہ ہو۔

جواب: میرے نزدیک مسلمانوں کی موجودہ صورتِ حال اور ان کی بے وزنی کی سب سے بڑی وجہ خلافتِ عثمانیہ کا خاتمہ ہے اور میں جس قدر اس پر غور کرتا ہوں اتنا ہی مجھے نظر آتا ہے کہ خلافتِ عثمانیہ کا زوال مسلمانوں کی اسلامی تاریخ کا ایک بہت بڑا المیہ تھا اور دوسرا المیہ یہ ہے کہ خلافتِ عثمانیہ کے خاتمے کے بعد سے اب تک کوئی ایسی چیز موجود نہیں جو خلافتِ عثمانیہ کی جگہ لینے والی ہو اور جن لوگوں نے اس کے خلاف علَمِ بغاوت بلند کیا تو ان کو اس کی سزا ملنے کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا اور حساب بے باق نہیں ہوا اور جو کچھ آپ فلسطین میں ہوتا دیکھ رہے ہیں اس کا اصل ذمہ دار خلافتِ عثمانیہ سے بغاوت کو سمجھتا ہوں۔ باقی یہ کہ کون سا ملک ایسا ہے کہ جو اس سلسلے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ہر ملک کے مسلمانوں کو یہ ذمہ داری قبول کرنی چاہیئے اور یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں، پھر یہ اس اسلامی ملک کی سب سے زیادہ ذمہ داری ہے جو بڑی قربانیوں کے بعد بنا ہے اور جس کے قیام کے لیے بڑی قربانیاں دی گئی ہیں اور جہاں بہت وسیع امکانات پائے جاتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

سوال : آپ کے علم میں ہوگا کہ پاکستان کی موجودہ حکومت اسلامی نظام نافذ کرنے کے لیے اقدامات کررہی ہے۔ اس کے بارے میں آپ فرمائیں کہ کیا اسلامی نظام کے لیے کوششیں صحیح طریقۂ کار کے مطابق کی جارہی ہیں یا اس میں کسی ردّ و بدل کی ضرورت ہے یا ترجیحی بنیادوں پر کچھ تبدیلیاں کی جانی چاہئیں۔ اس عمل کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

جواب : میں تاریخ کے مطالعہ سے اور عملی تجربہ سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر کوئی شخص نیک کام کرنے کا ارادہ یا اظہار کرے اگر وہ ایک مرتبہ اظہار کرے تو اسے چار بار شاباشی دینا چاہیے۔ یہ انسانی نفسیات ہے، بجائے اس کے بارے میں بدگمانی اور شک و شبہ کا اظہار کیا جائے۔ کام کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی کہے کہ میں اچھا کام کرنا چاہتا ہوں۔ مسجد بنانا چاہتا ہوں تو آپ اگر یہ کہیں کہ "آپ کیا مسجد بنائیں گے، آپ کے باپ دادا نے بھی کبھی مسجد بنائی تھی، آپ نے کبھی خواب میں بھی کوئی مسجد بنتے ہوئے دیکھی تھی" تو اس طرح وہ شخص کیسے کام کرے گا اس کی حوصلہ شکنی ہوگی اس کے بجائے اگر آپ کہیں کہ مبارک ہو، بہت اچھا ہے کہ آپ مسجد بنا کر ایک نیک کام کررہے ہیں۔ ہم بھی آپ کا ساتھ دیں گے۔ آپ ضرور مسجد بنائیں ہم اس کے لیے دعا بھی کریں گے۔ دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں کہ اب راستے دراصل دو ہیں۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس بارے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے ابھی یمن صنعاء میں اپنی مختلف تقریروں میں بھی یہی کہا ہے کہ ایک راستہ یہ ہے کہ جو لوگ اہلِ ایمان ہیں اسلام

کا درد اور جذبہ رکھتے ہیں اور دیندار طبقہ ہے اور جس کی دینداری سب کو معلوم ہے وہ طبقہ حکومت کی کرسیوں تک پہنچ جائے اور ان پر قابض ہو۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جو طبقہ اس وقت حکومت کی کرسیوں پر متمکن ہے اس میں ایمان پہنچ جائے اور وہ اس دعوت کا علمبردار بن جائے۔ یہ دوسرا راستہ زیادہ محفوظ اور زیادہ محتاط ہے اور یہ وہ راستہ ہے جو ہمارے اس برصغیر کے سب سے بڑے مصلح اور اسلامی انقلاب لانے والی شخصیت حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اختیار کیا کہ انہوں نے سلطنتِ مغلیہ کے حکمرانوں کو یاد دلایا کہ ہم تمہاری حکومت اور کرسیوں پر قبضہ نہیں کرنا چاہتے یہ تو ہمارے مقام و مرتبہ سے فروتر بات ہے۔ ہم اگر اس کو خواب میں بھی دیکھیں تو پریشان ہو جائیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو کام ہمارے پیشِ نظر ہے اور جس کے کرنے کی ہمیں آرزو اور تمنا ہے اور بڑی سعادت ہے، وہ تم کرو اور ہم تمہارے ہاتھوں سے یہ کام کرانا چاہتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے ان فرمانرواؤں میں کام کرنے کا جذبہ اور حوصلہ پیدا کیا اور کہا کہ ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں کہ ہم یا ہمارے تعلق والے تمہاری کرسیوں پر قبضہ کریں اور تمہیں ہٹا دیں، بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے اور ہماری دلچسپی اس میں ہے کہ جو کام ہم بحیثیت مسلمان کرنا چاہتے ہیں وہ تم کرو ہم اس میں راضی ہیں۔ خلاصہ اس گفتگو کا یہ ہے کہ ایک راستہ یہ ہے کہ اہلِ دین حکومت کی کرسیوں پر پہنچ جائیں یا دین، اہلِ کرسیوں تک پہنچ جائے۔ جو لوگ اس وقت اقتدار پر متمکن ہیں۔ اسلام اور دین ان تک پہنچ جائے، ان کے اندر ایمان پیدا ہو جائے اور ان میں اسلام کا جذبہ پیدا ہو جائے اور خدمت کرنے کا داعیہ پیدا ہو جائے یہ

www.abulhasanalinadwi.org

راستہ زیادہ بہتر ہے۔ یا یہ کہ ان کو کرسیوں سے اتار کر، ان سے کرسیاں چھین کر اقتدار پر قبضہ جمایا جائے۔ اس میں بڑی کشمکش ہے اور یہ بڑا طویل راستہ ہے اور اس میں کامیابی کا امکان بہت کم ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو فرامینِ نبویؐ میں نظر آتی ہے۔ آپؐ نے قیصر و کسریٰ کو جو خط لکھے ہیں اس میں کہا کہ تمہارے لیے بہتر یہ ہے کہ اسلام قبول کر لو اس میں دوہرا اجر ہے۔ یہ تو غیر مسلم کا معاملہ ہے جبکہ یہاں تو مسلمان موجود ہیں جبکہ قیصر و کسریٰ دونوں غیر مسلم تھے۔ ایک عیسائی تھا اور دوسرا خسرو پرویز تھا۔ دونوں کو جو خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھے ہیں اس میں آپؐ نے یہ نہیں لکھا کہ سلطنت ہمارے حوالے کر دو۔ یا دینداروں کے سپرد کر دو۔ دیندار اس پر بیٹھ کر دین کی خدمت کریں گے بلکہ یہ کہا کہ تم اسلام لاؤ بچ جاؤ گے تمہاری حکومت بھی محفوظ رہے گی اور تم بھی محفوظ رہو گے۔ اسلام کا نبویؐ اور قرآنی مزاج یہ ہے، یہ نہیں کہ پہلے اس پر بے اعتمادی کا اظہار کیا جائے، اس کی ٹانگ پکڑ کر کھینچی جائے۔ بلکہ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ ان کے منہ میں ایمان کا لقمہ رکھا جائے۔ ان پر اعتماد کا اظہار کیا جائے۔ ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ وہ اگر تھوڑا کام بھی کریں، ایک قدم بھی اٹھائیں تو اس کو سراہا جائے اور اس کا شکریہ ادا کیا جائے۔ یہ انسانی فطرت ہے۔

سوال :- یہ قادیانیوں کا مسئلہ بھی اُمتِ مسلمہ کے لیے ایک بہت بڑے فتنے سے کم نہیں ہے۔

جواب :- اس بارے میں میرے خیالات معلوم ہیں میری کتاب "قادیانیت"......

سوال : ابھی ضیاء الحق صاحب نے قادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات سے

روکنے کے لیے جو اقدامات کیے ہیں وہ آپ کی نظر سے گزرے ہوں گے۔

جواب :- ضیاء الحق صاحب کے متعلق، ابھی میں نے پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھا ہے، آج ہی پہنچا ہوں، میں کوئی تفصیلی بات تو عرض نہیں کر سکتا لیکن جہاں تک مجھے علم ہے ابھی جو حال ہی میں انہوں نے اس سلسلے میں اقدامات اور فیصلے کیے ہیں میرے نزدیک وہ قابلِ مبارکباد ہیں اور اس پر ان کو بھی مبارکباد دینی چاہیے اور میں پاکستان کو بھی مبارکباد دیتا ہوں۔

سوال :- آپ نے فرمایا تھا کہ معاشرے کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ جو اسلامی لوگ ہوں وہ کرسئِ اقتدار تک پہنچ جائیں، اور یا یہ کہ جو لوگ کرسئِ اقتدار پر متمکن ہوں ان کو اسلامی اقدامات پر آمادہ کیا جائے اور یہ جو دوسری صورت ہے یہ زیادہ محفوظ اور زیادہ بہتر ہے، یہ گفتگو آپ فرما رہے تھے جس پر پچھلی نشست ختم ہوئی تھی، اب اس سلسلے میں ایک دو اشکال پیدا ہوتے ہیں ان میں سب سے اہم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا طرزِ عمل ہے کہ آپ نے حضرت زیدؒ کی بھی اور حضرت محمد بن عبداللہؒ نفس ذکیہ کی نہ صرف حمایت کی بلکہ باقاعدہ مدد بھی کی، حالانکہ اس وقت کے "خلیفہ" یا بادشاہ آج کل کے لوگوں سے بہرحال زیادہ بہتر مسلمان تھے اور ان کے زمانہ میں آج کے مقابلے میں بہرحال زیادہ بہتر طور پر اسلامی نظام کارفرما تھا۔

جواب :- جہاں تک حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالکؒ کی جانب سے حضرت محمد بن عبداللہؒ نفس ذکیہ کی تائید کا تعلق ہے اس کے

www.abulhasanalinadwi.org

اسباب اور محرکات پر مناظر احسن گیلانی نے امام ابو حنیفہؒ کی سیاسی زندگی میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ کسی زمانہ پر کسی گزشتہ زمانہ کے واقعات کو پورے طور پر منطبق کرنا یہ بڑا نازک کام ہے حالات اتنے بدل جاتے ہیں اور زمانہ کا مزاج اور زمانہ کی نئی مشکلات، نئے مسائل ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ کسی زمانہ کی مثال کسی اور زمانہ کے لیے پورے طور پر صادق نہیں آتی، ماحول کا جائزہ لینا ہوتا ہے پھر شخصیتوں کا تقابل اور اس زمانے میں طریقۂ کار کا اندازہ بھی کرنا چاہیے۔

میرے کہنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ مختصر اور خطرات سے محفوظ طریقۂ کار یہ ہے کہ اگر کوئی جماعت یا کچھ افراد کسی طرح سے اقتدار تک پہنچ گئے ہیں۔ تو ان سے سنو فیصدی مایوسی کی ضرورت نہیں، ان کو موقع دینا چاہیے کہ وہ اپنے کو بہتر بنا سکیں اور ملک کسی بڑے زلزلے اور طوفان سے بچے اس لیے کہ اس وقت کی سیاسی تحریکیں اور اس وقت کے اقدامات جو ہیں، ان کے محرکات کے متعلق یہ کہنا کہ وہ خالص اسلامی ہیں اور ان میں سوائے کلمۂ حق کو بلند کرنے کے اور کوئی جذبہ کام نہیں کر رہا ہے۔ یہ بڑا مشکل ہے یہ بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے اس زمانہ میں حکومت کی اصلاح کی کوشش کی یا انقلاب لانے کی کوشش کی، ان کی تربیت کیسی تھی، اور ان میں کس درجہ کا اخلاص ہے۔ اور ان میں کس درجہ کی صلاحیت ہے۔ بہرحال میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دوسرا راستہ جو ہے یہ زیادہ مختصر ہے اور محفوظ ہے۔ ملک ملک کے حالات مختلف ہوتے ہیں یہاں پاکستان کے لیے نو وارد ہوں اور میرا کچھ کہنا اس میں کوئی بڑی سند نہیں رکھتا مگر میں دوسرے عرب

ممالک اور اسلامی ممالک کو سامنے رکھ کر یہ کہتا ہوں کہ اکثر اس پر بڑی طاقت اور وقت ضائع ہوتا ہے اور ایک اندرونی کش مکش پیدا ہو جاتی ہے اس لیے ہمیں ذرائع کے بجائے مقاصد پر نظر رکھنی چاہیے کوئی مقصد کم سے کم قربانیوں کے ساتھ پورا ہو سکتا ہو تو پھر وہی راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

سوال : مولانا یہ فرمائیے کہ اس وقت جو یورپ کی حالت ہے مغربی ممالک کی ہے، جو اشتراکی ممالک کی ہے، ان میں اس بات کے امکانات کہاں تک ہیں کہ وہاں اسلام پھیلے، وہاں اس کی زیادہ تبلیغ ہو سکتی ہے اور وہ لوگ اسلام کے دائرے میں داخل ہو سکتے ہیں اس کے امکانات کیا ہیں؟

جواب : میں مغربی ممالک یا اشتراکی ممالک کے بارے میں بہت زیادہ حسنِ ظن نہیں رکھتا، اور یہ کہنا کہ چند دنوں کی بات ہے اور سب کے سب اسلام قبول کر لیں گے۔ اس میں خواہشمندانہ طرزِ فکر کو زیادہ دخل ہے۔ صورت یہ ہے کہ ایک طرف تو وہ ممالک اتنے اپنے مسائل میں یا اپنے ان کے جو نظام پائے جاتے ہیں، ان میں اور پھر جو معیارِ زندگی وہاں ہو گیا ہے اس کے لیے جس شدید کوشش اور انہماک کی ضرورت ہے اس نے ان ممالک کو سنجیدگی کے ساتھ کسی ایسے مسئلے پر غور کرنے سے باز رکھا ہے جو ان میں بنیادی انقلاب لے آئے جو پورے طرزِ فکر کو بدل دے اور طرزِ حیات کو جو اس وقت وہاں جاری ہے بلکہ حاوی ہے ان میں سے اکثر لوگوں کو یہ میں نے اپنے سفروں میں اندازہ کیا ہے کہ ان کے لیے سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ وقت نکالیں

www.abulhasanalinadwi.org

اور سنجیدگی سے کسی مسئلہ پر غور کریں، کسی کو وقت دیں یا مطالعہ کریں، زندگی کی رفتار اتنی تیز ہو گئی ہے۔

اب زندگی ان پر سوار نہیں وہ زندگی کے راکب نہیں ہیں۔ زندگی کے مرکب ہیں ان کے لیے بڑا مسئلہ تو یہ ہے کہ عالمِ اسلام اور ممالکِ اسلامیہ اس پوزیشن میں ہیں کہ وہ ان کو دعوتِ فکر نہیں دے سکتے وہ خود ان کے دستِ نگر بنے ہوئے ہیں، اور کاسۂ گدائی لیے ہر وقت کھڑے رہتے ہیں کہ ان کے اندر ان کے لیے ان کے بارے میں کوئی احترام کا جذبہ نہیں ہے۔ وہ ایک ایسے مذہب اور ایک ایسی دعوت پر غور کرنے کے لیے بہت مشکل سے آمادہ ہوں گے۔ جس کے علمبردار خود ان کے دروازے پر ہر وقت کھڑے رہتے ہیں اور ایک سوئی تک کے لیے ان کے محتاج ہیں، یہاں بیٹھ کر یہ سمجھنا کہ وہ سب کے سب اسلام پر غور کرنے کے لیے بے چین ہیں اور وہ اپنی نجات اس میں سمجھتے ہیں، اس میں خوش خیالی کو زیادہ دخل ہے۔

سوال : اسلامی دعوتوں اور تحریکوں نے جو کام کیا ہے اس سے جو بیداری پیدا ہوئی اس کے کچھ اثرات تو مرتب ہوئے ہیں وہاں کچھ نو مسلموں کی تعداد بھی سامنے آئی ہے۔

جواب : جن لوگوں نے وہاں اسلام قبول کیا ہے ان کے حالات معلوم کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے معاشرے میں کوئی بہت بڑا مقام نہیں رکھتے اور جہاں تک امریکہ کا تعلق ہے وہاں سیاہ فام لوگوں میں جو "بلیک مسلم" کہلاتے ہیں۔ ان میں زیادہ تر پہلے بھی مسلمان تھے اور ان ہی میں کچھ کام ہوا ہے۔ ان

ملکوں میں اسلام کی دعوت پیش کرنے کے لیے بڑی بلند سطح کی ضرورت ہے۔ زبان پر بھی بڑی قدرت کی ضرورت ہے۔ زبان ہمیشہ سے ایک بہت اہم عنصر رہی ہے۔ زبان اور طرزِ بیان اور پھر اس کے ساتھ داعیوں کا اخلاص اور ان کا شخصی اثر یہ سب چیزیں اہمیت رکھتی ہیں۔ میں کسی کی ہمت شکنی نہیں کرنا چاہتا۔ جو بھی اسلام کے دائرے میں آئے اس کا خیر مقدم کرنا چاہیے، اور اس کی بڑی قدر کرنی چاہیے لیکن یہ خیال کہ وہ بالکل اسلام کے دروازے پر کھڑے ہوئے ہیں اور بس اسلام لایا ہی چاہتے ہیں، درست نہیں۔ مسلمانوں کو حقیقت پسندی سے کام لینا چاہیئے اور اس لیے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ زیادہ بہتر طریقے پر اسلام کی دعوت کا کام کر سکیں۔

سوال : نظامِ تعلیم کی اصلاح کے لیے کچھ بنیادی نکات آپ تجویز فرمائیں۔ یہ آپ کا خاص موضوع ہے۔

جواب : نظامِ تعلیم بڑا ذمہ دار ہے، نئی نسل کے پیدا کرنے کا۔ بلکہ سب سے بڑا ذمہ دار ہے اور اس سلسلے میں ابھی تک میرے علم میں کوئی بڑا جامع اور عمیق انداز کا کام نہیں کیا گیا ویسے تو چند سال ہوئے ملک عبدالعزیز یونیورسٹی کے تحت مکہ معظمہ میں تعلیم کے موضوع پر ایک سیمینار ہوا تھا جس میں میں نے بھی شرکت کی تھی، اور بہت سے حضرات دوسرے ممالک سے بھی آئے تھے لیکن اصل میں ابتدائی مرحلے سے لے کر یونیورسٹی کے مرحلے تک پوری اوور ہالنگ کی ضرورت ہے۔ پورے نظامِ تعلیم کو مسلمان ملک کی ضروریات کے مطابق ڈھالنے کی اور تمام علوم و فنون میں اسلامی روح پیدا کرنے کی کوشش کی ضرورت ہے

www.abulhasanalinadwi.org

جس کے لیے بڑی مجتہدانہ جرأت مندانہ سعی درکار ہے۔ مجھے اس موقعہ پر بے اختیار مرحوم صدر اقبال اکیڈمی یاد آتے ہیں کہ انہوں نے اس کام کا آغاز کیا تھا اور وہ یہ چاہتے تھے کہ پرائمری سے لیکر یونیورسٹی کی سطح تک ایک پورا نصاب تعلیم نیا وضع کیا جائے جس میں اسلامی روح کو پیوست کر دیا جائے یہاں تک کہ سائنس اور ریاضیات میں بھی ایسی مثالیں دی جائیں اور ایسے نتائج نکالے جائیں جو اسلام کے اصول سے مطابقت رکھتے ہوں اور جو ایمان کو بڑھانے یا کم از کم ایمان کی حفاظت کا کام کر سکیں، یہ کام ایک فرد کا نہیں، ایک آدمی کا نہیں اکیڈمی کا ہے اور اکیڈمی بھی کیا بلکہ حکومتوں کا ہے، اور افسوس ہے کہ حکومتوں کو اپنے مسائل اور مقامی حالات سے اتنی فرصت نہیں مل سکی اور ان میں ایسے لوگوں کی بھی کمی رہی جو پورے نظام تعلیم کو از سر نو ڈھالنے کی صلاحیت رکھتے ہوں، اور اس کی افادیت بلکہ ضرورت کے پورے طور پر قائل ہوں۔ میرے نزدیک یہ کام جلد سے جلد ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ جو نسل تیار ہو رہی ہے وہ ان مقاصد کو پورا کرنے کی نہ صرف یہ کہ پوری اہلیت نہیں رکھتی بلکہ بعض اوقات رکاوٹ بنتی ہے، اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک میں دو طاقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک عوام کی طاقت جو اسلام کے سوا کچھ نہیں جانتے اور جن کو اسلام سے محبت ہے اور ایک ایسا تعلیم یافتہ طبقہ پیدا ہو جاتا ہے جو نہ صرف یہ کہ ان مقاصد اور اس طرز فکر اور طرز حیات کے لیے ہمدردی، گرمجوشی اور اپنے اندر کوئی جوش و خروش نہیں پاتا بلکہ اس کا ذہن اس کو قبول کرنے سے قاصر رہتا ہے اور بعض اوقات وہ اس کے خلاف باغی ہو جاتا ہے۔ کسی معاشرے میں تضاد کی یہ صورت حال اور

ذہنی کش مکش ان مقاصد کو پورا کرنے کے لیے جن کے لیے معاشرہ وجود میں آیا تھا، بہت مضر ثابت ہوتی ہے اس لیے نظام تعلیم کو بدلنے اور اسے ایک نئی روح اور نئی ترکیب کے ساتھ مرتب کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کون سا ملک اور کون سا معاشرہ اس کے لیے کوئی عملی قدم اٹھاتا ہے۔

سوال : مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی بحالی کے لیے آپ کیا ترجیحات تجویز کرتے ہیں اور انہیں اس کے لیے سب سے پہلے کیا کرنا چاہیے ؟

جواب : آج کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ پورے عالم اسلام میں ایک بھی معاشرہ یا ملک ایسا موجود نہیں جو پوری طرح اسلامی زندگی کی بھرپور نمائندگی کر رہا ہو اور جس کو دیکھ کر یہ محسوس ہو سکے کہ اسلامی اخلاق کیا ہوتا ہے، مسلمان کیا معاملہ کرتا ہے اور کس طرح وہ ہزار خطرات کے باوجود سچائی کا دامن نہیں چھوڑتا۔ اس لیے میرے نزدیک اس وقت مسلمانوں کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ایک ایسا صالح معاشرہ قائم کیا جائے، جو اسلامی تعلیمات کی، ان کی روح کے مطابق نمائندگی کرے اور ان خصوصیات کا حامل معاشرہ ملکوں کی سطح پر اور بین الاقوامی سطح پر جلوہ گر ہو۔ اپنا وزن محسوس کرا سکے۔ اس کے بغیر دنیا میں کوئی صالح انقلاب برپا نہیں ہو سکتا آج پورے عالم اسلام کی کمزوری یہ ہے کہ ہم کسی ایک ملک یا خطے کا نام نہیں لے سکتے، جہاں کوئی آنکھ بند کر کے چلا جائے اور دیکھ لے کہ اسلام عملی زندگی میں کیسا ہوتا ہے، اسلامی اخلاق کیسے ہوتے ہیں، جہاں دیکھا جا سکے کہ مسلمان جھوٹ نہیں بولتا۔ ناپ تول میں کمی نہیں کرتا، دھوکہ نہیں دیتا،

www.abulhasanalinadwi.org

مسلمان زر کا پرستار نہیں ہے وقتی منافع کی خاطر دائمی منافع کو ضائع نہیں کرتا، وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ مسلمان ظلم کرنا نہیں جانتا اسے سیم وزر کی بڑی سے بڑی ترغیب اور دولت خرید نہیں سکتی۔ وہ اپنے ضمیر کے خلاف کام نہیں کرتا، وہ جس بات کو حق کہتا ہے اس پر اپنا گھر لٹا سکتا ہے، اور اپنا سر کٹا سکتا ہے، اپنے خاندان کو خطرے میں ڈال سکتا ہے، اور اس کی خاطر اپنے پیٹ پر پتھر باندھ سکتا ہے، اور فاقہ کر کے مر سکتا ہے۔ آج پوری دنیائے اسلام کی سب سے بڑی احتیاج، اس کا سب سے بڑا فاقہ، اس کا سب سے بڑا فقر۔ سب سے بڑی تڑپ اور سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ کوئی ایسا معاشرہ قائم ہو جائے کہ جس کی طرف ہم انگلی اٹھا کر فخر سے یہ کہہ سکیں کہ اسلام کو دیکھنا ہے تو اس معاشرے کو دیکھ لو۔ یہ چلتا پھرتا اسلام ہے، یہ زندہ شریعت محمدیؐ ہے۔

سوال: ایسے مثالی معاشرے کے لیے آپ کس خطہ اور ملک میں حالات کو ساز گار دیکھتے ہیں؟

جواب: اس کے لیے پاکستان کے علاوہ اور کون سا ملک ہو سکتا ہے، جو اس اُمید اور اسی دعوے اور دلیل پر بڑی قربانیوں کے ساتھ حاصل کیا گیا تھا کہ آپ دُنیا کو اسلامی معاشرہ دکھا سکیں۔ یہ محدود سے محدود جگہ سہی، اس کا حجم اور رقبہ کچھ سہی، لیکن اس میں اسلامی اصولوں کی بنیاد پر اسلامی معاشرہ قائم کر دیا جائے تو اس کا وزن بڑے بڑے رقبے والے ملکوں سے بڑھ جائے گا کیونکہ معاشرے تولے جاتے ہیں، ناپے نہیں جاتے۔ اصل چیز سیرت اور کردار ہے، ایک

ایسے معاشرے کا قیام ہمارے لیے اسلامی تشخص کے لیے بہت ضروری ہے۔ آج ہماری نگاہیں شرم سے جھک جاتی ہیں، جب ہم سے کوئی یہ پوچھتا ہے کہ اسلام کی تعلیمات برحق، آپ اسلام کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں وہ سب درست، اور اس نے ماضی میں جو زبردست انقلاب برپا کیا اس کی کوئی مثال نہیں ملتی، یہ بھی صحیح۔ مگر تم خدا کے لیے یہ بتا دو کہ اس وقت کسی چھوٹے سے چھوٹے خطے اور معاشرے میں یہ مثالی اسلامی سیرت پائی جاتی ہے، جہاں اسلام کی تمام خصوصیات اور برکات موجود ہوں۔ یہاں آکر ہمارا سر شرم سے جھک جاتا ہے، اور ہماری زبان گُنگ ہو جاتی ہے۔ آج کرنے کا کام یہ ہے کہ پاکستان میں ایک مثالی اسلامی معاشرہ قائم کیا جائے جس کو باہر سے آنے والا کوئی غیر مسلم دیکھ لے تو کلمہ پڑھے اور پکار اٹھے کہ ہم نے اس سے بہتر معاشرہ نہیں دیکھا اگر یہ نہیں ہے، آپ کے اندر تمدن کی ساری خرابیاں موجود ہوں، آپ کے اندر حق بات کہنے کی صلاحیت موجود نہیں ہو۔ آپ عقیدے پر پیسے کو ترجیح دیتے ہوں، آپ کے اندر بھی نسلی، علاقائی، لسانی تعصب موجود ہو، آپ کو دنیا کی کوئی بڑی طاقت خرید سکتی ہو، کوئی دشمنِ اسلام قوم آپ کے افراد کو آلۂ کار بنا سکتی ہو، پاکستان کو تباہ کرنے کے لیے بھی افراد مل جاتے ہوں تو یقین جانیں کہ ان باتوں کے ساتھ ہم دُنیا پر اسلام کی صداقت ثابت نہیں کر سکتے اور اس طرح دُنیا کو مایوس کریں گے، اور یہ ثابت کریں گے کہ ہم دُنیا کی نمائندگی اور رہنمائی کرنے کے اہل نہیں ہیں۔ ہم دنیا بھر کے دانشوروں، مؤرخوں، سیاحوں کو مایوس کریں گے، اگر وہ پاکستان آئیں اور دیکھیں کہ یہاں وہ سب

www.abulhasanalinadwi.org

کچھ ہو رہا ہے جو ہندوستان میں ہو رہا ہے۔ برطانیہ اور امریکہ اور دیگر یورپی ممالک میں ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہو رہا ہے جو برطانیہ اور امریکہ میں ہو رہا ہے۔ وہ سیاسی شعور ہے شہری میں احساسِ ذمہ داری ہے جو بہت سی بدعنوانیوں سے انہیں روکتا ہے یہاں وہ بھی نہیں ہے۔ یہ بڑی مایوسی کی بات ہوگی۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے پھر یہاں آنے کا موقع ملے یا نہ ملے۔ اس لیے میں پاکستانی عوام اور اس کی قیادت سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جب تک پاکستان میں خالص اسلامی معاشرہ قائم نہیں ہوگا، اپنا طرزِ زندگی اسلام کا نمونہ نہ بنالیں گے اور ایک ایسی فضا قائم نہیں کریں گے جو خالص اسلامی فضا ہو۔ یہ معیاری، مثالی اور آئیڈیل معاشرہ جب تک آپ قائم نہیں کریں گے آپ اپنی ان قربانیوں کی قیمت ادا نہیں کر سکیں گے جو اس ملک کو حاصل کرنے کے لیے دی تھیں۔ یہ قربانیاں صرف آپ نے نہیں دی تھیں، بلکہ لاکھوں افراد نے بھی دی ہیں، اور زیادہ دی ہیں، جنہوں نے اس کا کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ جن کے حصّے میں سب قربانیاں آئیں۔ آپ کے حصّے میں قربانیاں بھی آئیں اور انعامات بھی آئے۔ آپ ان کو قیامت کے دن کیا جواب دیں گے جنہوں نے قربانیاں دے کر آپ کو اس مقام تک پہنچایا، لیکن آپ نے اسلام کا معاشرہ قائم نہیں کیا ——

(بشکریہ "البلاغ" کراچی)

(ستمبر ۱۹۸۴ء)

اشاعت اول مئی ۱۹۸۶ء

دیمک

اگر آپ کے مال و اسباب میں ،
دیمک لگ جائے تو آپ کیا کرتے ہیں؟

کیا اِسے یونہی چھوڑ دیتے ہیں یا اِس کا انسداد کرتے ہیں
ہمارے دین و ایمان تہذیب و معاشرت میں دیمک لگ رہی ہے۔
الحاد، لادینی، بے حیائی، بے پردگی اور ناجائز روزی گھُن کی طرح
ہمارے ایمان کو کھا رہی ہے۔
کبھی اس پر بھی غور کیجئے۔ اس کا بھی سدّ باب کیجئے

یاد رکھیئے

دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود کامیابی و کامرانی عزّت و عظمت
صرف اور صرف اتباعِ سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔

یہ ہر زہر کا تریاق ہے ہر مرض کا علاج ہے

ابھی مُہلت ملی ہوئی ہے توبہ کرلیجئے اپنی دنیا و آخرت
محفوظ کرلیجئے، عہد کرلیجئے کہ آئندہ زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق
گذاریں گے۔ اور اپنے قول و فعل کو سنّت کے مطابق بنائیں گے۔
اِنشاءَ اللّٰہُ تعالیٰ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

صدیقی ٹرسٹ نسیم پلازا نزد لسبیلہ چوک نشتر روڈ کراچی ۵

فون نمبر- ۷۱۹۵۷۴

www.abulhasanalinadwi.org

اِتّحادِ مِلّت

اہل حدیث ہوں یا محبّانِ دیوبند — سُنّی بریلوی ہوں کہ چشتی ہوں دردمند
مشرب میں ہوں مریدِ سہروردو نقشبند — یا سلسلہ قادری کے ہوں آپ ارجمند
سب کا خدا ہے ایک رسُولِ خدا بھی ایک — قرآن اور حدیث اصولِ فقہ بھی ایک
قبلہ بھی سب کا ایک ہے اور رہنما بھی ایک — دین کے اصول ایک ہیں اور مدعا بھی ایک
یہ انشعاب اصل حقیقت سے ایک ہے — بنیاد سب کی ایک ہے تعمیر نیک ہے
کچھ اختلاف فرعی ہے جو ناگزیر ہے — رحمت ہے مومنوں کے لئے دل پذیر ہے
پھر آج کیوں نہیں ہے مسلماں میں اتحاد — واجب ہے اس خرابی کا کرنا ہے انسداد

تفریق دین جو کرتے ہیں وہ بے شعور ہیں
اور اعتصامِ حبل الٰہی سے دور ہیں — انیس

صدیقی ٹرسٹ نسیم پلازا نزد لسبیلہ چوک نشتر روڈ کراچی ۵

توجّہ فرمائیے

(١) ٹرسٹ کسی قسم کا کوئی چندہ وصول نہیں کرتا اور نا ہی کسی کو ایسا کرنے کا اختیار ہے۔
البتہ کارِ خیر اور صدقۂ جاریہ میں شرکت کے لئے دعوتِ عام ہے تبلیغ دین اور اصلاح معاشرہ کی کوشش کرنا فی زمانہ فرض عین ہے جو اصحاب خیر حصہ لینا چاہیں براہ راست بذریعہ بنک ڈرافٹ اور منی آرڈر اپنے عطیات روانہ کر سکتے ہیں یا ہمارے اکاؤنٹ نمبر ۵۵۔۷ حبیب بنک لمیٹڈ لسبیلہ مارکیٹ برانچ نشتر روڈ کراچی میں جمع کرا سکتے ہیں۔ کراچی سے باہر کے چیک قبول نہیں کئے جائیں گے۔

(٢) جو اصحاب ہر ماہ رسائل کے طالب ہوں وہ رکنیت اختیار کر سکتے ہیں۔ رکنیت فارم کے ہمراہ/١٢٥ روپیہ سالانہ پاکستان میں اور ٢٥ امریکن ڈالرز سالانہ بیرون پاکستان کے لئے ضروری ہیں زیادہ جو بھی ہو وہ صدقۂ جاریہ کے لئے عطیہ ہوگا۔ عطیۂ رکنیت کسی قسم کی فیس یا رسائل کا بدل نہیں بلکہ صدقۂ جاریہ میں شرکت ہے اس کا مقصد صرف رضاءِ الٰہی کا حصول ہونا چاہیئے۔ یہ مدِ خیرات ہے۔

(٣) یہ رسائل رعایتی قیمت پر حاصل کر کے اپنے حلقہ احباب برادری اور طلبا میں تقسیم کیجئے۔ دین کا علم سیکھنے اور سکھانے کا یہ سہل طریقہ ہے اختلافِ مسلک سے دور رہ کر دین کی بنیادی تعلیمات پیش کی جاتی ہیں۔

(٤) اراکین کو ماہ بماہ اُردو رسائل نئے طبع شدہ روانہ کئے جاتے ہیں، پہلے شائع شدہ رسائل یا انگریزی، سندھی، عربی، فارسی، پشتو، بلوچی اور گجراتی تراجم رعایتی قیمت ادا کر کے طلب کئے جا سکتے ہیں۔ چند رسائل درکار ہوں تو ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوا سکتے ہیں زیادہ تعداد میں ضرورت ہو تو رجسٹرڈ پارسل طلب کیجئے جس کے لئے رقم منی آرڈر یا بینک ڈرافٹ سے ارسال کیجئے۔ وی پی بھی طلب کیا جا سکتا ہے ایک صد روپے سے کم کی فرمائش پر ڈاک خرچ آپ کو ادا کرنا ہوگا فہرست میں رعایتی نرخ فی سینکڑہ درج ہیں لیکن آپ ایک رسالہ بھی اسی قیمت پر طلب کر سکتے ہیں۔ لائبریریوں کے لئے بھی یہ ہی طریق کار ہے۔
ٹرسٹ تجارتی ادارہ نہیں ہے یہ صرف تبلیغ واصلاح کے لئے سرگرمِ عمل ہے رعایتی قیمت پر کتب و رسائل کی ترسیل ان حضرات کے لئے ہے جو انہیں فی سبیل اللہ تقسیم کریں اور تبلیغ دین کے لئے کوشاں ہوں یہ طریق کار محض خدمت و تعاون کے جذبہ کے تحت اپنایا گیا ہے آپ اپنے ذوق کے مطابق حصہ لے سکتے ہیں۔

اس اعلان کے ساتھ سابقہ تمام اعلانات منسوخ تصور کئے جائیں۔ یکم جولائی سنہ ١٩٨٦ء

صدیقی ٹرسٹ نسیم پلازا نزد لسبیلہ چوک نشتر روڈ کراچی ۵

www.abulhasanalinadwi.org